میاں برادران سے ایک گذارش......!!!

تحریر: سہیل احمد لون

انتخابی مہم اپنے آخری مراحل میں تھی تو تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان لاہور میں جلسے سے خطاب کرنے کے لیے سٹیج پر چڑھتے ہوئے شدید زخمی ہوئے۔عمران خان کے سر اور ماتھے سے خون بہہ رہا تھا اور گردن کے مہرے اور پسلی میں فریکچر بھی آیا۔زخمی حالت میں ان کو موقع پر کوئی فرسٹ ایڈ نہ ملی کسی ایمبولینس اور سٹریچر کی عدم موجودگی میں جس انداز سے ان کو ہاتھوں میں اٹھا کر ان کو گاڑی تک لایا گیا وہ پسلی یا گردن کے مہرے میں فریکچر والے مریض کے لیے نہایت خطرناک طریقہ تھا۔اس کے بعد ہسپتال تک جانے کا راستہ ٹریفک کی وجہ سے 10 منٹ کی بجائے 30 منٹ میں طے ہوا۔عمران خان ایک سیاسی پارٹی کا رہنما ہی نہیں بلکہ ایک قومی ہیرو بھی ہے جسے ہم اپنے تمام سیاسی اختلافات کے باوجود تسلیم کرتے ہیں۔جو اپنے مداحوں کی آنکھوں کے سامنے حادثے کا شکار ہوا تو پارٹی ورکرز اور انتظامیہ نے اسے طبی امداد کے لیے ہسپتال پہنچا دیا۔ایسے کئی حادثات غریب عوام کے ساتھ روزانہ پیش آتے ہیں جن میں بعض اوقات ابتدائی طبی امداد نہ ملنے کی وجہ سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں یا باقی ماندہ زندگی اپاہج بن کر گزار دیتے ہیں۔انتخابات کے جوش وخروش میں ایل ڈی اے پلازہ لاہور کی بالائی منزل پر آتش زدگی کا سانحہ دب کر رہ گیا۔جہاں تقریباً 30 افراد لقمہ اجل بن گئے۔ایسا ہی ایک واقعہ کراچی کی ایک گارمنٹس فیکٹری میں بھی پیش آیا تھا جس میں درجنوں افراد جل کر خاکستر ہوئے۔میاں برادران پر عوام خصوصاً پنجاب نے ایک بار پھر اپنا مینڈیٹ دے کر ان پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔میاں بردران نے اپنے جلسوں میں ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے کافی وعدے کیے،عوام کو جدید سفری سہولیات دینے کے علاوہ اچھا اور جدید طرز زندگی مہیا کرنے کا وعدہ بھی کیا۔عوام کا معیار زندگی بہتر کرنے کے لیے بہترین کشادہ سڑکوں کا جال، میٹرو بس، ٹرام یا قیمتی بلٹ ٹرین چلانے میں (اگر ہم معاشی طور پر متحمل ہیں) کوئی حرج نہیں مگر اس کے ساتھ انسان کی سب سے قیمتی چیز عزت اور جان ہوتی ہے جس کی بلا امتیاز حفاظت کرنا بھی آپکی اولین ترجیح ہونی چاہیے۔نگران وزیر اعلیٰ نجم سیٹھی کے ناک تلے ایل ڈی اے پلازہ لاہور میں آتش زدگی ہوئی جس کا دھواں ان کے ناک تک نہ پہنچ سکا۔انتخابی مہم کے جوش و خروش میں ہم نے اس معاملے کو اتنا سنجیدہ نہیں لیا۔مرنے والوں کے نام اور ان کے لواحقین کا ذکر کرنا مناسب خیال نہ کیا گیا۔کوئی سیاسی رہنما مرنے والوں کے لواحقین کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا نظر نہ آیا۔امید ہے میاں برادران انتخابات کی جیت کی خوشی میں اس سانحہ کو نظر انداز نہیں کریں گے۔لواحقین سے اظہار ہمدردی کے علاوہ مالی معاونت بھی فرمائیں گے اس کے علاوہ حادثے کی انکوائیری بھی کروائیں۔لاہور کی بیشتر دلکش عمارتیں، انڈر پاس اور فلائی اوور معروف فن تعمیر کے ماہر جناب نیئر علی دادا کی تخلیق ہیں، ایل ڈی اے پلازہ کا ڈیزائن بھی انہوں نے تیار کیا تھا۔عمارت شدید آتش زدگی کے باوجود ٹوٹنے یا گرنے سے محفوظ رہی۔مگر کیا اس عمارت میں آگ لگنے کی صورت میں ہنگامی دروازے بنائے گئے تھے؟اگر بنائے گئے تھے تو کیا عمارت میں بین الاقوامی معیار کے مطابق سائن بورڈ آویزاں کیے گئے تھے؟ کیا عمارت کی ہر منزل میں آگ بجھانے کے آلات رکھے گئے تھے؟ اگر آگ بجھانے کے آلات موجود تھے تو کیا وہاں موجود

عملے میں سے کسی کو یہ تربیت دی گئی تھی کہ کس آلے کو کس قسم کی آگ پر کیسے استعمال کرنا ہے؟ عمارت میں فائیر الارم سسٹم لگایا گیا تھا یا نہیں اگر فائیر الارم سسٹم موجود تھا تو دھواں اٹھتے ہی وہ آپریٹ کیوں نہ ہوئے؟ فائیر بریگیڈ کتنی دیر میں پہنچا؟ امدادی کاروائیاں اتنی دیر سے کیوں شروع ہوئیں؟ ناقص اور ناتجربہ کار امدادی کارروائی جان بچانے کی بجائے جان گنوانے کا باعث بنی۔ 2افراد کو عمارت کی دسویں منزل سے زمین پر کودنے کو کہا گیا نیچے گدا رکھا گیا جس پر گرنے سے دونوں ہلاک ہوگئے۔ جہاں بلٹ ٹرین، میٹرو بس اور ٹرام سروس چلتی ہے وہاں ریاست عوام کی عزت و جان کی حفاظت بلا امتیاز کرتی ہے۔خادم اعلی جنھوں نے اپنی زبان سے خود کو عوام کا خادم اعلی کی بجائے نوکر کہا تھا ان سے میری گذارش ہے کہ تمام سرکاری، نیم سرکاری اور پرائیویٹ عمارتوں میں فائیر فائیٹنگ سسٹم آپریٹنگ ہر حالت میں ہونا لازمی قرار دیں۔عمارتوں میں ہنگامی دروازوں کا سائن بورڈ بھی آویزاں ہو، عمارت میں موجود عملے یا افراد میں سے کسی نہ کسی ہنگامی حالات میں آگ بجھانے کے آلات کو آپریٹ کرنے کی تربیت بھی ہونے ضروری ہو۔ جہاں بلٹ ٹرین، میٹرو بسیں چلتی ہیں وہاں بڑی عمارتوں میں آگ لگ جائے تو ہنگامی طور پر لفٹ بند کردی جاتی ہے اور لوگ سیڑھیوں سے عمارت سے باہر نکلتے ہیں، باہر جس جگہ جمع ہونا ہوتا ہے اس کا بھی باقاعدہ سائن بورڈ بنا ہوتا ہے۔معذور، بوڑھے اور کمزور افراد کے لیے مخصوص انتظام ہوتا ہے۔ فائیر الارم بجتے یا کسی کے فون پر بلانے پر 3 سے 5منٹ میں پولیس، ایمبولینس، اور فائیر بریگیڈ کا عملہ وہاں پہنچ جاتا ہے۔ ہر عمارت میں سال میں ایک دو بار مصنوعی طور پر فائیر الارم بجا کر اس بات کی تسلی کی جاتی ہے کہ عمارت کتنی دیر میں خالی ہوئی؟ فائیر بریگیڈ کتنی دیر میں پہنچا؟ فائیر بریگیڈ نے الارم بجنے کی وجہ کو تلاش کرنے میں کتنا وقت لگایا؟ وطن عزیز میں حساس اداروں میں جہاں فوجی مشقیں باقاعدگی سے کی جاتیں ہیں ویسے ہی ان کا اپنا فائر بریگیڈ بھی آگ بجھانے اور ہنگامی حالات میں لوگوں کو بچانے کی مشق کرتے ہیں مگر عام فائیر بریگیڈ کا تربیت کا پول اکثر آگ بجھانے کے دوران کھل جاتا ہے۔کیا ہمارے شہروں اور دیہی علاقوں میں موجود فائیر بریگیڈ کے پاس عوام الناس کی جان بچانے کے لیے جدید آلات موجود ہیں؟ کیا فائیر بریگیڈ کا عملہ باقاعدہ سے تربیتی مشقیں کرتا ہے؟ جہاں انسانی جان قیمتی سمجھی جاتی ہے وہاں آبادی کے تناسب سے علاقوں میں ہسپتال، میڈیکل سٹورز، فائیر بریگیڈ، ایمبولینس سروس اور پولیس سٹیشن قائم کیے جاتے ہیں۔ہم بلندو بالا عمارتیں، کشادہ سڑکیں، موٹروے، میٹرو بس سروس بنا لیتے ہیں مگر ان کا مناسب استعمال کرنے کا شعور بیدار نہیں کیا جاتا۔جن ممالک میں جان قیمتی سمجھی جاتی ہے وہاں ایمبولینس، پولیس اور فائیر بریگیڈ کو ٹریفک میں اپنا وقت برباد نہیں کرنا پڑتا کیونکہ وہاں سائیکل سوار سے لے کر بس ڈرائیور کو اس بات کی تربیت ہوتی ہے کہ راستہ کیسے دینا ہے؟ کسی سیاسی جماعت کا سربراہ یا کوئی وی آئی پی شخصیت تو ٹریفک سگنل پر رک جاتی ہے مگر کبھی فائیر بریگیڈ، پولیس اور ایمبولینس کو ٹریفک سگنل پر نہیں روکا جاتا۔تحریک انصاف کے بانی عمران خان کو تو پھر بھی کار میں آدھے گھنٹے میں ہسپتال پہنچا دیا گیا ہم نے تو بانی پاکستان قائداعظم کو شدید بیماری کی حالت میں ایمبولینس میں ہسپتال لے جاتے ہوئے ماڑی پور کراچی کی ٹریفک میں پھنسائے رکھنے کا بھی گناہ کیا ہے۔میری میاں برادران سے گذارش ہے وہ وزیر اعلی اور وزیر اعظم بننے کے بعد ان معاملات پر بھی خصوصی توجہ دیں۔میٹرو بس بھی ہو، بلند بالا عمارتیں بھی ہوں، بلٹ ٹرین بھی ہو مگر کیا فائدہ ان کا جب فائدہ اٹھانے کے لیے زندگی کے چراغ میں روشنی ہی نہ ہو...... تیس لاشیں میاں برادران کا پہلا ٹیسٹ کیس ہے جو حلف اٹھانے سے

پہلے اُن کے حصے میں آیا ہے اور جہاں تک الیکشن نتائج کی بات ہے میں اس بات پر ضرور حیران ہوں کہ عمران خان تو لاہور سے ہار گئے لیکن جن امیدواروں کے سٹیج سے وہ گرے یا گرائے گئے وہ سبھی کامیاب ہو گئے۔اس بات کی تحقیق بھی لازمی ہونی چاہیے کہ مراد راس حمزہ شہباز کا ''قریبی'' رشتہ دار ہے' میاں محمود الرشید پر لاہور سے لے کر مرکز تک عدمِ اعتماد ہوا ہے اور شفقت محمود کبھی کسی کا بھی قابلِ اعتماد دوست نہیں رہا یہ بات محترمہ بے نظیر بھٹو اور فاروق لغاری مرحوم دونوں ہی جانتے ہیں۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

12-05-2013.